مجموعہ

رسائلِ چاندپوری

جلدِ اوّل

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن اِرشاد المُسلِمین

۶-بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ ○ لاہور

بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق ولكم الويل مما تصفون

مجموعہ

رسائلِ چاند پوری

جلدِ اوّل

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶۔ بی شاداب کالونی احمید نظامی روڈ

سلسلۂ مطبوعات (۴)

نام کتاب :- ———— مجموعہ رسائل چاندپوری

مصنف :- ———— مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ

تاریخ طباعت :- ———— ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ / ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء

ناشر :- ———— انجمن ارشاد المسلمین لاہور

پریس :- ————

تعداد :- ———— ایک ہزار

قیمت :- ————

ملنے کے پتے

(۱) سبحانی اکیڈمی - ۱۹ اردو بازار ———— لاہور

(۲) انجمن ارشاد المسلمین ۹ بی شاداب کالونی عبید نظامی روڈ - لاہور

(۳) مدرسہ عربیہ حفظ القرآن سرکلر روڈ کہروڑپکا ضلع ملتان

نوٹ :- بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات پتہ نمبر ۲ سے منگوائیں

فہرست

علماءِ دیوبند علامہ اقبال کی نظر میں	علامہ اقبال مرحوم	۴
دیوبند (نظم)	ظفر علی خان مرحوم	۶
دارالتکفیر بریلی (نظم)	" "	۷
مقدمہ	انوار احمد ایم اے	۹
تقریظ	از دارالعلوم حزب الاحناف لاہور	۲۹
تعارف مولانا مرتضیٰ حسنؒ	پروفیسر احمد سعید	۳۷
تزکیۃ الخواطر	مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ	۷۳
توضیح البیان فی حفظ الایمان	" " "	۱۳۲
اسد السنۃ والتسبین	" " "	۱۹۹
اشعات البری	" " "	۲۳۱
الختم علی لسان الخصم	" " "	۲۴۰
الکوکب الیمانی	" " "	۲۷۷
اسکات المعتدی	" " "	۳۰۹
تشکرۃ الشاکر (ملقب بہ ارغام علی الخصم)	" " "	۳۹۵
مقدمہ کتاب کے ماخذ	۲۰ رمضان ۱۳۹۰ھ / ۱ اپریل	قاری محمد حنیف	۴۷۷

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ
خادم دربار رشید علم قدس سرہ گنگوہی

ہمارا اور ہمارے اکابر کا یہی اعتقاد ہے اور یہی عقیدہ اہل حق کا ہے۔
بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ کشمیری
اشہد انہ معتقدنا و معتقد مشایخنا

بندہ سید حسن عفا اللہ عنہ حسنی
چاندپوری مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے
محمد عبدالوحید عفی عنہ
مدرس تجوید دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے
محمد شفیع عفی عنہ
مدرس تجوید دارالعلوم دیوبند

المشتہر

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسنؒ ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ

الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات

تحذیر الابرار عن مناکحۃ الفجار

معروف بہ

الکوکب الیمانی علیٰ اَولادِ الزَّوانی

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ چاندپوریؒ ناظم تعلیمات
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور
٦-بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

جملہ اہلِ اسلام کی خدماتِ عالیہ میں عرض ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت کوئی دُوسرا شخص کوئی بات کہے تو اس میں کوئی اگلہ یا احتمالات بھی ہو سکتے ہیں کہ قائل دُوسروں کی مراد سے پُورا واقف نہیں ہو گا۔ یا اس کا قول کسی ذاتی غرض یا عداوت پر مبنی ہے وغیرہ وغیرہ۔ متعدد وجوہ مخالفت پیدا ہو سکتی ہیں مگر جب کوئی شخص خود اپنی نسبت کوئی بات کہے اور پھر وُہ مجنون یا ولا سڑی بھی نہ ہو بلکہ علم و فضل و عقل و دانش سے بڑھ کر مجددِ وقت ہونے کا بھی مدعی ہو اور معتقدین بہزار خوشی اس مبارک لقب کو منہ بھر بھر کر لیتے ہوں تو ایسے شخص کا کلام اُس کے اور اس کے متبعین ہوا خواہ بیدام غلاموں کے حق میں کیونکر قابلِ قبول اور حجت نہ ہو گا۔ ایسا مسلم شخص اگر کوئی فتوے اپنی مہر خاص سے مزین فرما کر شائع فرما دے پھر وُہ اور اس کے معتقدین بھی پابند نہ ہوں۔ تو کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ کے کیسے مستحق نہ ہوں گے یا دُوسرا شخص اگر اس کے اس فتوے اور حکم کو ظاہر کر دے تو کیا شرعاً قانوناً وُہ مجرم ہے یا کوئی شخص اس کو غیر مہذب کہہ سکتا ہے۔

ناظرین غالباً بے چین ہوں گے کہ آخر وُہ کیا سربستہ راز ہے جس کا آج افشا ہوتا ہے۔ وُہ کس عصمت اور عفت مآب کی اندرونی ناگفتہ بہ حالت

ہے جو انہوں نے کسی سے بغیر سوچے سمجھے کہیں کہہ دی یا لکھ دی تھی جس کے ظاہر کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔

آج وہ کیا قیامت خیز واقعہ ہے جس کے ظاہر کرنے پر قیامت برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیا آج ماں باپ زن و فرزند عزیز و اقارب ایک دوسرے سے الگ ہو جاویں گے۔ نفخ صور سے پہلے ہی انساب منقطع ہو جائیں گے، نسبی اولاد ولد الزنا قرار دی جائے گی۔ یا کہ انہوں کو زانی اور زانیہ کہا جائے گا۔ کیا یہ تمام نکاح بیاہ حیوانات کی حرکات سے بھی زیادہ شرمناک و رسوا کن خلاف تو ثابت ہوں گے یا کسی بے درد نے مسلمانوں کی اس ظاہری تباہی اور بربادی اور نا اتفاقی پر بھی بس نہ کیا۔ کیا کوئی آج یوں کہنے کو ہے کہ مسلمان جانوروں کی طرح توالد و تناسل کے عادی ہو گئے۔ ان میں برائے نام جو الفت تھی کیا اس کو بھی خیر باد کہنے کا دن آ گیا۔

آخر کیا قیامت برپا ہونے کو ہے۔ یہ تھوڑا سا مال اسباب قدرے جاہ و عزت جو اہل اسلام کے پاس باقی ہے یہ بھی بوجہ لاوارثی ہونے کے شاہی خزانہ میں جمع ہو جائے گی۔ خدانخواستہ کیا سب مسلمان کافر مرتد ہو گئے۔ العیاذ باللہ العظیم۔

کیا کہیں بریلوی مجدد ماۃ حاضرہ نے کوئی نیا فتوے حرمین شریفین سے حاصل کر لیا ہے۔ ابھی تو وہ حج کر کے بھی پھر نہیں گئے۔ ماجرا کیا ہے۔ ابھی تو وہ حسام الحرمین کو اپنی اور اپنے معتقدین کی گردنوں پر چلا چکے ہیں۔ ابھی تک تو ردّ التکفیر کا بوجھ ختم نہیں ہوا ہے اور اسی کی خرابیں نظر آتی تھیں کہ احدی التسعۃ

والتسعین اور سوار ہو گیا۔ ۳۶ برس کی بولتی ہوئی بلبل کے سینہ میں کانٹا ابھر کھڑا ہوا۔ یہ کیا باد خزاں چلی ہے کہ بہار میں کر یچ شروع ہو گئی۔ چہک بلبل نادان کہاں چلی گئی وہ دنیا بھر میں نکھاری کے بتاشے سفید اور صاف دیکھنے میں بہت بڑے وزن میں نہایت خفیف اور ہلکے وہ تو اسو لنقم ہی کی تاب نہ لا سکے۔ اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا کفر عملاً تسلیم کر لیا کہ احدی التسعۃ والتسعین نے خاک ہی میں ملا دیا اب اٹھا تو لے اور کون اٹھائے گا۔ عرب کا تو وہ شاید اب نام بھی نہ لیں گے۔ بالخصوص مدینہ طیبہ کا کیونکہ وہاں تو ان کی پوری قلعی کھل گئی۔ اور مکہ معظمہ کے حضرات علماء بھی واقف ہونے لگے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ جناب خاں صاحب ہی کا کوئی فتوے ہاتھ لگ گیا ہے جس سے بنے بنائے خان خاناں کی خانہ ویرانی ہو گئی اور یہ جوانی کی کمائی آنکھوں کی ٹھنڈک مرتیا بند کے ہو جانے سے نصیب اعدا ہو گئی ہے۔ گو پھر نصیب ہونی تو تقریباً محال ہے لیکن ہائے اب تو وہ وقت بھی گیا کہ تجدید نکاح ہی کر لیتے۔ سچ ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ صادق ہو گیا۔ سنت کی مخالفت بدعت کی محبت کا یہی نتیجہ ہونا تھا کسی نے کیا کہا ہے:

مبادا دل آں فرو مایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دین بہ باد

یہ مضمون واقعی عجیب و غریب ہے۔ مخالفین تو مخالفین ہی ہیں، جناب خاں صاحب کے موافقین بھی ایک دفعہ دن ہی میں تارے دیکھ لیں گے یہ طلسم ہوش ربا جس وقت کھلے گا۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ کا منظر دنیا ہی میں آنکھوں کے سامنے ہو جائے گا۔ ہر بدعتی تنہائی کے لق و دق میدان میں حیران و سرگردان نظر آئے گا۔ یہ تمام کرشمے ایک بریلوی مداری کے ذرہ بننے پر نظر آجائیں گے۔ ناظرین! وقت قریب ہے۔ کہ جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہے الغیاث! الغیاث پکار اٹھے گا اور بریلی کے سوداگری محلہ کی طرف منہ کر کے بھی نہ سووے گا خاں صاحب سے جو کچھ سرمایہ کفر و ضلال خریدا ہے سب اس منڈی کفر میں واپس کرے گا! آخر کیا فتوے کیا حکم ہے۔ یہ قیامت تو آکر ہی رہے گی إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ۔ یہ تلخ اور ترش مزا تو چکھنا ہی پڑے گا۔

عجیب بالزمان وما عجیب — اتی من آل سیار عجیبا۔

خاں صاحب جو کچھ فرمادیں، جو فتوے لکھ دیں سب ممکن ہے ناظرین! گھبرانے اور پریشان ہونے کی بات نہیں۔ خاں صاحب کا یہ تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ تو یہ سے ملاحظہ فرمانا چاہیے کہ نکاح کا منعقد نہ ہونا تمام عمر زنا و حرام کاری میں مبتلا ہونا اولاد کا حرامی ہونا، لاوارث ہونا، کیا ان امور کو کوئی شریف مرد عورت مسلمان گوارا کر سکتا ہے۔ خاں صاحب کے ایسے فتوے کے بعد بھی کوئی مسلمان ان کے ساتھ رہ سکتا ہے ان کے عقائد کا گرویدہ ہو سکتا ہے!

ہم بکمال ادب عرض کرتے ہیں کہ جملہ اہل اسلام اور بالخصوص مولوی احمد رضا خاں صاحب کے معتقدین غور فرمائیں کہ ہم جو کچھ عرض کرتے ہیں صحیح ہے یا غلط خاں صاحب کے کلام سے لازم آتا ہے یا نہیں اگر کوئی بات اس میں

غلط ہو تو جملہ اہل اسلام کو ہماری غلطی کے رفع کرنے کا حق حاصل ہے۔ بالخصوص خاں صاحب اور ان کے معتقدین پر قرآن کے قول کے موافق فرض ہے کیونکہ کفر و اسلام کی بات ہے۔ وہ بھی نکاح کے متعلق جس کے صحیح نہ ہونے پر تمام عمر زنا و حرام کاری میں ابتلا۔ لازم آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیسے کیسے مفاسد خبیثہ اس تخم کے پھل پھول ہوں گے۔ ایسے وقت میں باوجود طلب حق کے سکوت کیسے جائز ہو گا۔ وہ گفتگو مباحثہ نہ کریں مگر اپنا مطلب تو صاف لکھ کر چھاپ دیں۔ دوسروں کے کافر بنانے کو سفر اختیار فرمایا۔ ہزاروں روپیہ برباد کیے اپنا ایمان اسلام نکاح کا صحیح ہونا اولاد کا صحیح النسب ہونا کیا اس قدر بھی اہتمام بالشان نہیں کہ اس میں دو چار روپیہ صرف کر کے چھاپ دیا جاوے۔ اپنی بریت ثابت کر دی جاوے مگر یاد رکھو اور پھر یاد رکھو مسلمانو! محال ہے، محال ہے محال ہے قیامت آجائیگی۔ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب یا ان کا کوئی معتقد اس کا جواب دے سکے خدا چاہے جواب محال ہے۔ سچی بات کا جواب ہی کیا ہے

اب دیکھنا ہے کہ جناب خاں صاحب کے اصحاب خاں صاحب کی جانب سے کیا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ مسلمانو! اسکا نام مناظرہ ہے اس کو گفتگو کہتے ہیں خاں صاحب جھوٹے افترا باندھ باندھ کر مشہور کرتے ہیں کہ ہم مناظرہ کرتے ہیں اور مخالفین پہلو تہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جس شخص پر اس کے کلام سے کفر لازم آرہے اور ہزاروں کا انعام دیا جاوے مگر پھر بھی اپنا اسلام نہ ثابت کر سکے۔ اپنے نکاح کی صحت اولاد کا صحیح النسب ہونا بیان نہ کر سکے وہ مناظرہ کیا خاک کرے گا۔ جاہلوں کو خوش کرنا اور ہے اور مناظرہ کرنا اور ہے۔

خاں صاحب کا مایۂ ناز تمام عمر کا سرمایہ یہی تھا کہ تمام امت کی تکفیر کی وہ تکفیر اصل مع سود بالائے سود خاں صاحب کے سر پر گٹھڑی باندھ کر رکھ دی جس سے خاں صاحب تحت الثریٰ میں پہنچ گئے۔ اگر اس کا بھی جواب نہ دیا تو یہ بھی وہی مثل ہوگی کہ اب کی دفعہ مارے گا تو جانوں گا۔ آئیں اور ہوش سے بات کریں مگر یاد رہے کہ بفضلہ تعالیٰ کسی بدعتی میں دم نہیں ہے جو ہماری بات کا جواب دے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

ابھی کیا ہے اگر زندگی باقی ہے تو ہم خدا چاہے خاں صاحب کے وہ وہ مکر اور جہالت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاں صاحب کی دلی عداوت ظاہر کریں گے کہ مسلمان خاں صاحب کا نام یزید علیہ ما علیہ سے بھی اوپر لکھیں گے! اور خوبی یہ ہے کہ جو کچھ لکھیں گے انہیں کے کلام سے اپنی جانب سے بجز ایضاح مطلب اور کچھ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

خاں صاحب کا رسالہ ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار ۱۳۱۶ھ کا لکھا ہوا ہماری نظر سے گذرا۔ اس میں ایک استفتاء یہ کیا گیا ہے۔ ایک عورت سنیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سنی حنفی ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے کر دینا جائز ہے یا ممنوع۔ اس میں شرعاً گناہ ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔ صہ ۲

خاں صاحب اس کا جواب صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں "فی الواقع صورت مستفسرہ میں وہ نکاح باتفاق شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔" اس عبارت سے یہ مقدمہ اولیٰ تو صاف ثابت ہو گیا کہ سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔ پھر اسی صفحہ ۲ سطر ۱۱ پر فرماتے ہیں:

"وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے اگرچہ صورت سوال کی عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ کما حققناہ فی المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ۔ ظہیریہ و ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے۔ احکامھم احکام المرتدین اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا۔ خانیہ و ہندیہ وغیرہما میں ہے۔ واللفظ للآخر ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد۔

عبارت مذکورہ سے یہ **مقدمہ ثانیہ** بھی ثابت ہو گیا کہ جو مدعی اسلام مرد ہو یا عورت عقائد کفریہ رکھے وہ مثل مرتد ہے اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان یا مسلمہ کافر یا کافرہ اصلی و مرتد یا مرتدہ سے جائز ہی نہیں۔ پھر صہ ۲ پر فرماتے ہیں:

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں: انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یوں ہی ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ وجیز امام کردری و در مختار و شفائے امام قاضی عیاض وغیرہا میں ہے۔ واللفظ للشفاء مختصراً اجمع العلماء ان من شک فی کفرہ وعذابہ

فقد کفر" اس عبارت سے یہ مقدمہ ثالثہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی مدعی اسلام
کبرائے وہابیہ کو کہ وہ عقائد کفریہ رکھتے ہوں۔ اگر مسلمان ہی جانے تو وہ بھی کافر
اور مرتد ہے اور بحکم مقدمہ ثانیہ جو مرتد ہو اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان
کافر مرتد سے صحیح نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص کسی کو کبرائے و مقتدا و امام وہابیہ
میں سے مسلمان جانے تو اس کا نکاح بھی تمام عالم میں کسی سے صحیح و درست نہیں
بلکہ زنائے محض و حرام خالص ہوگا۔ اب اصل قیاس قابل غور ہے کہ مولوی
احمد رضا خاں صاحب ایسے شخص کو جس کو وہ امام اور مقتدائے وہابیہ کا جانتے ہیں
اور اس کو صریح اقوال و کلمات کفریہ کا قائل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا بے دھڑک گالی اور دشنام دینے والا اور آپ کے بعد نبی کھلم کھلا
ماننے والا جس کا حاصل ختم نبوت کا انکار ہے اعتقاد رکھتے ہیں مسلمان جانتے
ہیں اور جو ایسے شخص کو مسلمان جانے وہ بحکم مقدمہ ثالثہ کافر و مرتد ہے۔

تو مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ہی قول کے موافق کافر و مرتد ہوگئے
اور ان کا نکاح مسلمہ یا کافرہ و مرتدہ سے ناجائز اور جب یہ اپنے ہی حکم
سے مرتد ہوئے تو جو ان کو کافر نہ کہے۔ اسی عبارت اور مقدمہ ثالثہ کی رو سے
وہ بھی کافر ہوا غرض بحکم مقدمہ ثالثہ مسلمہ مثبتہ خاں صاحب یہ ثابت ہوگیا
کہ خاں صاحب اور ان کے اذناب اتباع مرد و عورت خاں صاحب کے
حکم کے موافق کافر و مرتد ان کے عورتوں اور مردوں کا مسلمان عورت و مرد سے
نکاح جائز نہیں۔ بلکہ آپس میں بھی اگر نکاح کریں تو وہ بھی زنائے محض ہے غرض
خاں صاحب کے حکم کے موافق وہ سب سانڈھ اور سانڈھنیاں تمام عمر یوں ہی

رہیں۔ مگر کوئی حنفی مرد یا حنفیہ عورت ان کے مرد یا عورت یا وہ خود انھیں کے
ہم عقائد سے نکاح کرے گا تو زنائے محض ہوگا؛ نکاح نہ ہوگا جب نکاح ہی صحیح
نہ ہوا تو اولاد بھی جو پیدا ہوگی حرامی ہوگی۔ اس دلیل کے تمام مقدمات ثابت ہو
گئے فقط یہ باقی ہے کہ خاں صاحب کسی ایسے شخص کو جو خاں صاحب کے نزدیک
کبرائے وہابیہ میں سے ہو اور اس کے عقائد بھی خاں صاحب کے علم میں کفریہ ہوں
پھر بھی خاں صاحب نے اسے مسلمان کہا ہے۔ اس مقدمہ کے ثابت کرنے کی
ضرورت بعد رد التکفیر اور اعدی القسمة والتسمین کے باقی نہیں ہے مگر مختصراً
یہاں بھی عرض ہے کہ ملاحظہ ہو الکوکبة الشہابیہ صفحہ ۲ سطر ۱۲ "بالجملہ ماہ نیم ماہ و
مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعیلیہ اور اس کے امام
نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام
اصحاب فتاوی اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع
ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع و از سر نو کلمہ اسلام
پڑھنا فرض و واجب" اس عبارت سے یہ تو صاف ثابت ہوگیا کہ حضرت
مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ خاں صاحب کے نزدیک فرقہ وہابیہ کے امام
بھی ہیں اور خاں صاحب کے نزدیک ان پر اور ان کے اتباع پر جزماً قطعاً
اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم و ثابت اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتاوے
اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر سب کے سب کافر مرتد باجماع ائمہ ان سب پر
اپنی کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع و از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض۔
پھر ایسے شخص کو مسلمان جاننے والا بھی کافر مرتد، محرم النکاح زانی، بدکار ذی اولاد

حرام ان کے نزدیک نہ ہوگا۔ تو اور کون ہوگا۔ ہاں فقط یہ ثابت کرنا باقی رہا کہ خاں صاحب نے حضرت مولانا مظلوم شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو باوجود اس جبروتی علم کفر کے مسلمان کہاں کہا۔ جس کی بناء پر وہ اور ان کے جملہ اتباع بحکم فقہائے کرام جزماً قطعاً اجماعاً کافر ہو گئے۔ ان پر مرتدین کے احکام جاری اور ثابت ہو گئے۔ جواب یہ ہے کہ اول تو اسی جگہ الکوکبۃ الشہابیہ کی اس عبارت کے بعد فرماتے ہیں:

صفحہ ٦٢ "اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب" ملاحظہ فرمائیے کہاں تو فقہاء کا وہ مذہب جزمی قطعی اجماعی کفر کا اور خود جناب خاں صاحب کا وہ ارشاد ازالۃ العار صفحہ ٩ پر کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ یونہی ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔" اور کہاں یہ حکم کہ ہمارے نزدیک کافر کہنے سے زبان کا روکنا ہی مذہب مختار و مرضی و مناسب اور ظاہر ہے کہ مسلمان جب تک کافر نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو تو جب شہید مظلوم مرحوم تمام فقہائے کرام کے نزدیک اجماعی قطعی کافر ہوئے تو ضرور ہے کہ کسی ضروری دین کے منکر ہوئے ہوں گے اور ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے لہٰذا خاں صاحب بریلوی اپنے ہی اقرار سے خود کافر و مرتد ہوئے اور جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی بحکم خاں صاحب کافر ہوا۔ پھر خاں صاحب ہی کے حکم کے موافق خاں صاحب اور ان کے اتباع کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی درست نہ ہوگا۔ بلکہ حسب الارشاد باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے

صرف ہے۔

دوسرے ملاحظہ ہو تمہید صفحہ ٤٢ جناب خاں صاحب حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی شہید مظلوم مرحوم کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔ "اولاً سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دیکھیے کہ بار اول ١٣٠٩ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا۔ جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتر وجہ سے کفر ثابت کر کے صفحہ ٩٠ پر حکم آخر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے۔ وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوٰی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت انتہیٰ۔" اب تو خاں صاحب نے صاف صاف فرمادیا کہ مولانا اسماعیل صاحب دہلوی اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہا جاوے۔ یہی احتیاط ہے۔ یہی جواب ہے یہی مذہب ہے۔ اسی پر اعتماد ہے اسی میں سلامتی اور درستی ہے اور ازالۃ العار صفحہ ٢ پر یہ فرماتے ہیں "اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام پیشوا یا مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے الخ۔"

اب اپنے ہی فرمانے کے مطابق خود یقیناً اجماعاً کافر ہوئے اور ان کا اور ان کے اتباع کا نکاح محض باطل اور زنا صرف ہوا۔ کیونکہ کبرائے وہابیہ کو مسلمان جانتے ہیں جس کی وجہ سے یقینی اجماعی کافر مرتد ہو گئے۔

تیسرے اگر اسی کی تصریح منظور ہو کہ خاں صاحب مولانا اسماعیل صاحب شہید
مظلوم مرحوم کو صراحۃً بھی امام الطائفہ کہیں تو ملاحظہ ہو۔ تمہید ص۲۲ سطر۱۲ "امام
الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے" الخ۔ اب تو مقدمات
دلیل تماماً ثابت ہو گئے۔ یعنی مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے
نزدیک وہابیہ کا امام اور پیشوا ہونا بھی محقق اور ان دوسرے وہابیہ میں سے
ہونا بھی مسلم پھر مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے نزدیک عقائد
کفریہ رکھنا اور ضروریات دین کا منکر ہونا تو ایسا بدیہی ہے کہ خاں صاحب
کا نامۂ اعمال اسی سے سیاہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ خاں بہادر نے اسی مبحث میں دو
رسالے لکھے۔ ایک کا نام الکوکبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ اور
دوسرے کا نام سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ رکھا۔ یہ نام
ہی بتا رہا ہے کہ شہید مظلوم مرحوم خاں صاحب کے نزدیک وہابی نہیں بلکہ ان کے
باپ ہیں اور مقتدا اور پیشوا۔ اور ان سے خاں صاحب کے نزدیک ایک نہیں
بلکہ متعدد کیا بے شمار کفر سرزد ہوئے ہیں جن کی بناء پر ان پر جزماً قطعاً یقیناً،
اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم۔ الخ

احکام جبروتیہ صادر فرما رہے ہیں جو عبارت الکوکبۃ الشہابیہ ص۲۶ کی
نقل ہو چکی ہے اس میں درج ہیں۔ اب جناب خاں صاحب اور ان کے
اذناب فرماویں کہ خاں صاحب کا "ذرہ ختولی" وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب
عقائد کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین
بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے۔ ازالۃ العار صفحہ ملاحظہ فرماویں ۱۲
کہیں کہ اب کیا ہوئے مسلمان یا کیا ہوا نکاح اور کہو کہ اب کسی سے آپ کا نکاح
ہو سکتا ہے یا نہیں۔ دیکھا اہل اللہ کی عداوت یوں دین و دنیا سے کھوتی ہے۔
بے ایمان کافر مرتد بناتی ہے، زانی کہلاتی ہے۔ ماں باپ عزیز و قریب سے
قطع تعلق کراتی ہے۔ اور تماشا یہ کہ کچھ ہم نہیں کہتے۔ سب کچھ آپ ہی فرماتے
ہیں آپ ہی کے فرمانے سے لازم آتا ہے۔ ہم تو فقط چودھویں صدی کے
مجدد کا مطلب ظاہر کرتے ہیں۔ کیا تمام ہندوستان میں کوئی شریف
مسلمان ہے کہ اس کے بعد بھی خاں صاحب کے ساتھ رہ کر ان تمام قبائح
کو اپنے سر رکھے گا۔ ورنہ اگر ہمت ہے تو جواب دیں مگر یاد رکھو ان شاء اللہ تعالیٰ
محال ہے محال ہے محال ہے۔ ہاں خاں بہادر کی طرف سے کوئی بڑا ہی
پختہ معتقد شاید عذر فرمائے کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب
شہید مظلوم مرحوم بے شک وہابی ہیں بلکہ وہابیہ کے امام پیشوا مقتدا۔ مگر
تاہم ان کا التزام کفر ثابت نہیں۔ ہاں ان پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم آتا ہے اس
وجہ سے جناب خاں صاحب بریلوی نے احتیاط فرمائی اور ان کی تکفیر سے باز
رہے اور اس مسئلہ میں مذہب متکلمین اختیار فرمایا باوجود مقلد ہونے اور تقلید کے
ضروری ہونے کے مذہب جمہور مفتی بہ کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا خاں صاحب اور ان
کے معتقدین کے نکاح صحیح ہونے چاہئیں۔ اس کا اول جواب تو یہ ہے کہ
افسوس خاں صاحب کو تو نکاح کا اس قدر شوق معلوم ہوتا ہے کہ بجائے معتقدین

اس کہنے کے لائق بھی نہ چھوڑا۔

بوجوہ غیر متناہیہ خود اور معتقدین مستحق جہنم نہ ہوئے تو جہنم کے داروغہ ہی کیوں ہوئے۔ ملاحظہ ہو رد التکفیر اور احدی القسمہ والتسعین کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم پر لزوم کفر ہی نہیں۔ بلکہ خاں صاحب تو التزام ثابت فرما رہے ہیں۔ خاں صاحب بار بار قسمیں کھا کر فرماتے ہیں کہ شہید مظلوم نے بے دھڑک صراحۃً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کلام میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بناتا ہے۔ یہ بھی فرماتے ہیں بر قول یقینی باجماع امت بہت وجہ سے کفر ہے۔ از آں جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بے وساطت نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے۔ اور یہ نبوت کا دعوے ہے۔ امام وہابیہ کا یہ خاص جزیہ ہے مگر پھر بھی ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی صراحۃً سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے اور کلام بھی ایسا صاف و صریح ہو کہ اس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اور مخاطب کو بھی یقین ہو جاوے کہ اس پر منکر قسمیں کھا سکے کہ اس شخص نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک سب و شتم صریح گالیاں دیں مگر پھر بھی خاں صاحب کے نزدیک وہ قائل سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا کافر نہیں

ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۳ سطر ۳ لغایۃ سطر ۱۹ و صفحہ ۴ سطر ۳

——— خاں صاحب کے نزدیک جس شخص نے کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنایا جس نے ختم نبوت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا اس

بھی مسلمان کہتے ہیں۔ گویا خاں صاحب کے نزدیک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعی نہیں۔ اس کا منکر کافر نہیں۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۲ سطر ۱، و حاشیہ صفحہ ۲۳۔ فرمائیے اب بھی خاں صاحب کے مقبول و مسلم کفر و ارتداد میں کوئی شک ہے اور ان کے اور ان کے اذناب معتقدین یا جو ان کو مسلمان سمجھے نکاح کے صحیح ہونے کی کوئی صورت ہے۔ اولاد صحیح النسب ہو سکتی ہے اگر ہو تو فرمائیے۔ یہ بھی ضرور یاد رہے کہ یہ جو کچھ ہے خاں صاحب کے کلام کا مطلب ہے ہم نہیں کہتے ہمیں تو مجددی کی قابلیت اور لیاقت علمی ظاہر کرنی ہے کہ اسی علم و فضل پر دعوئے مجددیت ہے۔ اور اسی بناء پر لوگ ان کے معتقد ہوتے ہیں۔ لہٰذا عقل سے کام لینا چاہیے۔ دنیا میں تو خاں صاحب کی متابعت نے یہاں تک ذلیل کیا۔ آخرت میں کیا ہونا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو اہل بدعت کے بارے میں فرمایا ہے اگر مرتے وقت توبہ نصیب نہ ہوئی تو خدا چاہے سب بدعتوں کے پیچھے مقبرہ میں ہوں گے اور یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ہمارا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم و مرحوم معاذ اللہ معاذ اللہ اس قابل تھے کہ ان کی تکفیر کرنی چاہیے تھی اور خاں صاحب نے تکفیر نہیں کی۔ اس وجہ سے خاں صاحب پر یہ بلا نازل ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاں صاحب نے حسب عادت جبل حضرت مولانا مرحوم پر جو اتہامات باندھے تھے جس سے مولانا مرحوم بالکل بری اور پاک ہیں۔ ان الزامات اور اتہامات کی بناء پر خاں بریلوی پر ان کی تکفیر لازم و

ضروری تھی۔ یا تو خاں صاحب کے نزدیک مولانا مرحوم اُن الزامات سے
بری ہیں۔ فقط بدعت کی محبت میں خاں صاحب نے ایک عاشقِ سنتِ
نبوی پر محض لوگوں کے متنفر کرنے کی غرض سے اتہامات لگائے جو اعلیٰ درجہ کی
فسق اور گمراہی اور بدی کی بات ہے۔ اور اگر خاں صاحب کے نزدیک مولانا
شہید مرحوم واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ اُن کی نسبت لکھا ہے اور ظاہر کیا ہے
تو خاں صاحب پر فرض تھا کہ اپنے ہی فتوے کے موافق تکفیر کرتے اور جب
تکفیر نہ کی تو اپنے ہی فتوے کے موافق کافر ہوئے، مرتد ہوئے، ملعون ہوئے
محروم الارث ہوئے وغیرہ وغیرہ یا نہیں۔ آخر کیا ہوگی؟ یہ معما کیا ہے اور گرہ
دہندہ کیسا ہے۔ اپنا نام رکھیں، کسی بریلی، بنسانی، جنگلی بہاری وغیرہ ہی
کے نام سے جواب تو لکھیں۔ ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ خاں صاحب کیسے قابل ہیں
ستر علوم کے مجدد ہیں۔ ذرا ایک ہاویہ سے تو نکل جائیں۔ ابھی تو خاں صاحب
کو مرا چاہیے اس ہاویہ سے واسطہ پڑا ہے جس سے نکلنا ہو ہی نہیں سکتا۔

مزید توضیح کی غرض سے اس قدر اور عرض ہے کہ خاں صاحب کے معتقد
جب ردالتکفیر واحدی لتستعد والقسمین سے نہایت ہی تنگ ہوئے تو
خاں صاحب نے یہی تعلیم فرمایا کہ لزوم اور التزام کا فرق ہے۔ ہم نے لزوم
ثابت کیا تھا نہ التزام اور خاں صاحب جب کافر ہوتے جب التزام ثابت
کرکے تکفیر نہ کرتے۔ گو یہ عذر نہایت ہی مردود ہے، کیونکہ ہم اس کا جواب
پورے طور سے دونوں رسالوں میں عرض کر چکے ہیں، لیکن اس وقت اس کو
اور بھی زیادہ وضاحت سے عرض کرتے ہیں۔

کہ خاں صاحب کے کسی ہوا خواہ کو لزوم و التزام کے تلفظ کی بھی جرأت
نہ رہے۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۳ "اور انصاف کیجئے کہ اس
گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں" پھر اس صفحہ کے حاشیہ پر رقم فرماتے
ہیں "یہاں اس کے پیرؤں کی غایت معذرت و سخن سازی جو کچھ ہے یہ ہے
کہ یہ کلام اُس نے بقصد توہین نہ لکھا سوقِ سخن تاکید اخلاص کے لیے ہے مگر
یہ عبارت اسی قبیل سے ہے کہ ولن یصلح العطار ما افسد الدھر
قصدِ قلب کلماتِ لسانی سے ظاہر نہ ہو گا تو کیا وحی اترے گی کہ فلاں کے دل کا
یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع و قبیح میں سوق کلام خاص غرض توہین ہونا کس
نے لازم کیا ہے۔ کیا اللہ اور رسول کو برا کہنا اسی وقت کلمہ کفر ہے جب بالغرض
اس امر میں گفتگو ہو ورنہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے برا کہہ جائے، کلمہ کفر نہیں
انتہی۔"

پھر اسی صفحہ کے سطر آخر میں لکھتے ہیں "اب متین ظاہر ہو گیا کہ اس
خبیث بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول دو جہان کے بادشاہ عرش
بارگاہ عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے انہوں
نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا، پھر ایسے پکے پکے سلامی گروہ
میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں۔ انتہی۔" ان عبارات کے بعد ملاحظہ ہوں عبارات
تمہید ایمان صفحہ ۳ سطر ۴ "ضروری تنبیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح
بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ انتہی۔" و صفحہ ۲۴ سطر ۱
"کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید الانبیاء علیہ وعلیہم صلوٰۃ

والثناء میں صاف صریح تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ و مجمع الانہار و درِ مختار وغیرہ کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

تو کیا اب بھی خاں صاحب کے شیدائی مشاہرہ دار معتقد یہی کہیں گے کہ خاں صاحب نے لزوم ثابت کیا تھا التزام ثابت نہیں کیا تھا اتنی وجوہ سے کفر لزوم فرمایا نہ التزام فظہر الفرق اب ہم بھی وہی مصرعہ عرض کرتے ہیں۔

ع ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔ اگر خاں صاحب نے التزام کفر ثابت نہیں فرمایا تو یہ فرمایا جاوے کہ اگر التزام ثابت کرتے تو کیا فرماتے قصدِ قلب کلمات سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اترے گی کہ خاں صاحب کے دل کا یہ ارادہ تھا۔ ان کے نزدیک قائل نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک صریح گالی دی جس کا اس قدر وثوق ہے کہ بار بار قسمیں کھائیں پھر کلام صریح جس میں ان کے نزدیک تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور ہو تو بھی صریح کلام میں تاویل نہیں سنی جاتی پھر قصدِ قلب بتانے والا بھی موجود ہے کہ ان کے نزدیک لفظ صریح میں وحی تو اترنے ہی سے رہی، پھر لفظ صریح تشنیع و تقبیح میں ارادہ کا ہونا بھی شرط نہیں فرماتے ہیں "پھر ان کے نزدیک کلام ملعون اور تنقیص شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف و صریح ناقابلِ تاویل و

توجیہ بھی ہے۔ پھر بھی حکم کفر نہ ہو جب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔" عبارت تمہید صفحہ ۴۵ سطر ۱۱" تو اب خاں صاحب کیسے ڈبل کافر ہوئے کہ یہ کفر قیامت تک اٹھ ہی نہیں سکتا اور حیا ہو تو لزوم و التزام کے فرق کو زبان پر بھی نہ لائیں۔ دیکھا مدعی کو یوں ثابت کیا کرتے ہیں اور وعدہ یوں پورا ہوتا ہے۔ وذلك من فضل الله علينا اهل الحق۔ ان شاء الله تعالیٰ۔ جواب ہو نہیں سکتا مغلظات گالیاں لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ شرم نہیں آتی ہم کو گالیاں دینے سے کیا نفع ہے۔ گالیاں اس کو دو جس نے کافر محروم الارث ہونے کا فتویٰ دیا جس کی ایسی بگڑی کہ بنائے نہیں بنتی۔ ہم تو مطلب ظاہر کرنے والے ہیں۔ ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر کوئی بات غلط ہے تو ثابت کرو ہم تسلیم کرنے کو موجود ہیں مگر یاد رکھو کہ یہ عداوت سنت و محبت بدعت کا ثمرہ ملا ہے۔ اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ ہاں صدقِ دل سے توبہ کریں مگر یہ مشکل ہے۔ نار کو عار پر ترجیح دیتے چلے آتے ہیں۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ چلو ہم نے تسلیم بھی کر لیا کہ خاں صاحب نے تکفیر کے بارے میں احتیاط فرمائی مذہب فقہائے کرام چھوڑا۔ مذہب متکلمین اختیار فرمایا مگر اس کو کیا کرو گے کہ وہ یہ احتیاط ہی اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور ان کے جملہ معتقدین مرد و عورت کا کسی مسلمان کافر و مرتد مرد و عورت سے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔ زنائے محض کے سوا کوئی صورت نہیں۔ یہ بھی ہم خود نہیں کہتے۔ اس کو بھی جناب خاں صاحب ہی فرماتے ہیں ملاحظہ ہو ازالۃ العار

صفحہ ۱۰ سطر ۱۔

تو دُنیا کے پردہ پر کوئی وہابی ایسا نہ ہو گا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات
سے کفر لازم نہ ہو۔ اور نکاح کا جواز و عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں حکم
فقہا۔ یہی ہو گا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت
وہابیہ اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے
ہیں اور اُن میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے منکر کو مسلمان
کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔ مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے۔ دربارہ تکفیر
حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع
تکفیر ہوئی تھی، یہاں مانع نکاح ہو گی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے
اُن پر کفر لازم تو اُن سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ
اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ شہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ
معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا
میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی تو
اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ
زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارہ میں بے احتیاطی۔ انصاف
کیجئے تو بنظر وقوع حکم اسی قدر سے منقح ہو گیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان
خرافات سے خالی نہ نکلے گا۔ اور احکام فقہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا
ہے نہ احتمالات غیر واقعیہ کا۔ انتہی۔ جناب خاں صاحب بڑے حضرت اور
اُن کے صاحبزادے چھوٹے حضرت بالخصوص غور سے خیال فرمائیں کہ والد صاحب

نے کیا سلوک فرمایا ہے۔ ہماری عرض کو بغور ملاحظہ فرما دیں اگر غلط ہو تو مطلع
فرما دیں ورنہ پھر بڑے حضرت نہ باپ نہ چھوٹے بیٹے۔ تمام تعلقات منقطع
ہیں۔ خاں صاحب کے اذناب اور اتباع کی خدمات عالیہ میں بھی یہی عرض
ہے کہ نکاح کا محض باطل ہونا، تمام عمر اسی میں مبتلا رہنا کوئی ادنیٰ بات نہیں ہے
جس کی طرف توجہ نہ کی جائے اگر ہماری غلطی ہے تو مطلع فرمائیں ورنہ خاں صاحب
کی اتباع سے توبہ فرمائیں جو عبارت منقولہ خاں صاحب کی ہے اس پر خط
کھینچ دیا جائے گا۔ صاف عبارت ہماری ہو گی جو بغرض توضیح زیادہ کی جائے گی۔

"دُنیا کے پردہ پر کوئی وہابی ایسا نہ ہو گا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات
سے کفر لازم نہ ہو" یعنی ہر وہابی پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم
ہر اس کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک
وہابی کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر۔

اب یوں کہیے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک بعض وہابی کافر نہیں
یعنی مسلمان ہیں اور جو کسی وہابی کو کافر نہ کہے یعنی مسلمان کہے وہ فقہائے کرام
کے نزدیک کافر تو مولوی احمد رضا خاں صاحب فقہائے کرام کے
نزدیک کافر۔ "اور نکاح کا جواز و عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں
حکم فقہا۔ یہی ہو گا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں: خواہ خاں صاحب
ہوں یا اُن کی اولاد ذکور و اناث یا ان کے مسلمان جاننے والے مرد ہوں یا عورت
اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم (یعنی خاں صاحب) اس باب میں قول متکلمین
اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے

سے کافر نہیں کہتے۔ مگر خانصاحب قول متکلمین کے اختیار کرنے کی صورت میں بھی اقراری کافر
ہیں کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا ضروریاتِ دین میں سے ہے
اور خانصاحب کے نزدیک جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی دی جس میں
خانصاحب کے نزدیک تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور خانصاحب کو اس گالی دینے کا ایسا
یقین ہے کہ اس پر بار بار قسمیں کھاتے ہیں پھر بھی خاں صاحب اس کو اور اس کے
اتباع کو مسلمان ہی جانتے ہیں تو اب فقہائے کرام اور متکلمین دونوں کے نزدیک
خاں صاحب کافر و مرتد ہوئے اور اُن کا اور اُن کی اولاد و اذناب و اتباع کا
دنیا میں کسی سے بھی انہیں کے قول اور فتوے کے موافق نکاح صحیح و درست
نہ ہوا کیونکہ خود ہی ازالۃ العار کے صفحہ سطر پر نقل فرماتے ہیں:

لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة
اصلیة وکذلک لا یجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط

انتہیٰ یعنی مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے۔ غرض بقول متکلمین و
فقہائے کرام باجماع امت خاں صاحب اپنے فتوے سے قطعی کافر و
مرتد ہوئے اور اگر بفرضِ محال احتیاط بھی کی جائے اور یوں ہی کہا جائے کہ
خاں صاحب فقہائے کرام کے نزدیک تو بے شک کافر لیکن متکلمین کے نزدیک
کافر نہیں۔ مگر یہ صرف براہ احتیاط ہے دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس
میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو مانع تکفیر ہوئی تھی یہاں مانع نکاح
ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے یہ لوگ کافر ہیں تو ان سے مناکحت
زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو
باز رکھیں۔ للہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم

گوارا کرے گا۔ کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام
خالص زنا بتائیں۔ تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے
احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں
احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔ خاں صاحب نے اپنی نسل
کو خود ہی کس بے رحمی سے کاٹ دیا کہ اس کو کوئی جوڑ ہی نہیں سکتا
خود کردہ را چہ علاج اول تو بقول متکلمین بھی خاں صاحب اور اُن کی اولاد
اذناب اسلاف اتباع وغیرہ کا نکاح صحیح نہیں اور اگر بفرض محال احتیاط کی جائے
اور تکفیر سے خاں صاحب اور اُن کی اولاد و اتباع وغیرہ کو بچایا بھی جائے تو خاں
صاحب یہ حکم دے رہے ہیں کہ جس احتیاط کی بنا پر خاں صاحب کی تکفیر سے
زبان روکی جائے وہی احتیاط اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور ان کی
اولاد اور اذناب اتباع سے کوئی مسلمان و مسلمہ نکاح نہ کر سکے بلکہ دنیا میں کسی
سے بھی اُن کا نکاح نہ ہو سکے۔

اب ہم بکمالِ ادب خاں صاحب اور اُن کی اولاد و معتقدین و مریدین
اور اُن علماء سے جن حضرات نے اس فتوے پر مہریں لگائی ہیں عرض
کرتے ہیں کہ خدارا کچھ تو خیال ہونا چاہیے خود اس میں مبتلا ہونا اور اولاد کو
ناجائز کرنا نسب کا منقطع ہونا بھی کیا کوئی سہل بات ہے۔ اگر ہماری سمجھ کی
غلطی ہے تو ہم کو سمجھا دیا جائے ورنہ خاں صاحب کے عقیدہ سے تائب ہونا
چاہیے یہ کوئی ادنیٰ بات نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خاں صاحب جواب
میں اپنا ہی نام ظاہر فرمائیں۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں چاہیں مفتی ظفر الدین

کے نام سے دیں یا میرٹھی عبدالرحمٰن کی طرف سے یا خان بہادر کرواری یا بیلپوری کا عرفان غرض کوئی صاحب بھی ہمت فرمادیں اور مرد میدان بنیں۔ اور بازار میں وقت صرف کیا جاتا ہے۔ مگر نہیں جواب دیا جاتا تو ان ضروری باتوں کا۔ نہ اپنا کفر اٹھایا جاتا ہے، نہ اپنے نکاح کا صحیح ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ صاحب پر تو اختیار ہے کہ کافر ہو کر رہو یا مسلمان۔ قد تبین الرشد من الغی۔ اس کی پرواہ نہیں مگر صحیح النسب ہونا تو ایک ایسی ضروری بات ہے کہ ہر شریف آدمی کو اس کا لحاظ ہوتا ہے۔ اگر ہماری رائے کی غلطی ہے تو اس کو بیان فرمادیا جائے ورنہ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا اس فتوے کی رو سے جو کچھ لازم آیا ہے وہ بھی آپ صاحبوں کو تسلیم ہے۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ کون صاحب جواب دیتے ہیں۔ یہ ہے ایک اعتراض و سوال۔ منجملہ کم ستر سوالوں کے جو جلسہ بالا سابقہ میں آپ کے اشارہ ضلع کے علماء کے پاس بھیجے گئے تھے۔ آپ کا کوئی مرید جواب دے۔ آپ کی علمیت، قابلیت، ایمان، اسلام، شرافت کے اظہار کا یہ وقت آیا ہے۔ یہ ہے ہمارے مناظرہ کا ادنیٰ نمونہ وہ (بلبل پوری بیلپوری) ہمارے مناظرہ کی حقیقت کیا جانیں دنیا میں مناظرہ دیکھنا ہے تو کچھ علم پڑھو ورنہ تھوڑا زمانہ باقی ہے۔ پھر بھی ان شاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جاوے گا۔ جاہلوں کو دھوکا دینے سے علم و فضل مجدد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اس تحریر کا جواب خاں صاحب کے ذمہ ان کے بجائے تمام اولاد کے ذمہ جو ان کے اذناب اتباع مرید معتقد حتیٰ کہ جو ان کو مسلمان سمجھے اس کے ذمہ ہے۔ کیونکہ خاں صاحب کے فتوے

حسام الحرمین کا یہ حکم ہے کہ جو خاں صاحب کو قطعی کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر قطعی ہے چنانچہ اس کی تفصیل رسالہ رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر اور احدی التسعۃ والتسعین علی الواحد من الثلاثین میں موجود ہے اور اس رسالہ ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار۔ نے تو خاں صاحب کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ خدا کی پناہ خاں صاحب اس رسالہ کے حکم سے کافر بھی ہوئے، مرتد بھی بنے، زانی بھی ٹھہرے۔ غیر صحیح النکاح بھی ہوئے اور کیا کیا ہوئے۔ ہم کیا کہیں وہ ہماری اس تحریر کا جواب مرحمت فرمادیں خواہ کسی کے جزن میں ہو کر دیں مگر یہ ضرور بتادیں ازالۃ العار کی عبارت خاں صاحب پر منطبق نہیں کہ اہل عقل اس کو دیکھ کر خود سمجھ لیں۔ ضرورت ہوئی تو اور بھی عرض کردیں گے ورنہ اگر یہ تحریر صحیح ہے تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب خاں صاحب اور ان کی اولاد کو اذناب اور اتباع تمام ذکور و اناث کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ آپس میں تمام سلاسل انساب قطع ہو گئے۔ تو اب ان کا مال جائداد وغیرہ کیا ہوگا، آیا سرکار عالیہ میں جمع ہوگا یا فقراء کو دیا جائے یا مسلم یونیورسٹی میں جمع کر دیا جائے۔ خاں صاحب راضی نہ ہوں گے۔ ہمارے نزدیک تو مدرسہ عالیہ عربیہ حنفیہ دیوبند میں جمع کرنے کا حکم صادر فرمادیں۔

اس واسطے کہ اس مال کثیر کا برآمد کرنے والا دیوبند ہی کے مدرسہ عالیہ کا ایک ادنیٰ خوشہ چین ہے۔ لہٰذا اس مال غنیمت کا مدرسہ ہی مستحق ہو تو بہتر ہے۔ آئندہ جو مرضی مبارک ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

خاں صاحب یہ آپ کے نادان ظاہری دوست جنھوں نے

آپ کو ایسا ویسا سمجھ رکھا ہے، وُہ بیچارے کیا سمجھیں اُس کو تو ہم اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کی تصانیف خبیثہ میں کیا کیا مفاسد بھرے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ تو ہے کہ آپ کے چھپے ہوئے رسائل کالے پانی اتار دیئے گئے۔ ہم برسوں سے بذریعہ خطوط اشتہارات رسائل طلب کرتے ہیں مگر ہم کو نہیں دیئے جاتے معتقدین کو بھی یہی حکم ہے کہ روافض کے قرآن کی طرح مخالفین کو رسائل کی ہوا بھی نہ دی جائے۔ اتفاقی دو چار رسائل ایک آپ کے معتقد سے دستیاب ہو گئے ہیں جو آپ کا لاحول بھیجا ہے ورنہ ہم کو آپ کے رسائل کیسے دستیاب ہو سکتے تھے۔ یہ ہے آپ کی تصنیف کا حال اور قوتِ دلائل کا جال

؎ کار بوزنہ نیست نجاری

خاں صاحب ذرا آپ سنبھل بیٹھیں ہم تو ابھی آپ کی اور کارستانیاں دکھانے والے ہیں جس میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہے وُہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور جو شخص کچھ بھی ایمان اسلام رکھتا ہے وُہ آپ کے فتوٰی کی رُو سے ضرور کافر کہلائے گا۔ آپ کا تو فرضِ منصبی ہی یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی مسلمان نہ رہ سکے گو آپ کے کیئے کچھ نہ ہو سکے مگر آپ تو سب پر کفر کا فتوے لگا دیں لیکن افسوس یہ ہے کہ صرف مخالفوں ہی کو کافر نہ کہا بلکہ خود اپنی ذات مقدس اور جو آپ کو مسلمان کہے اسے بھی کافر بنا کر ہی چھوڑا۔ واہ رے جہنم کے داروغہ خوب ہی فرضِ منصبی ادا کیا۔ اب بکمال ادب اُن حضرات علماء کی خدمت مبارک میں عرض ہے جو اعلیٰ حضرت کو چار چار سطروں کے القاب تحریر فرماتے تھے۔ شدہ انصاف، کلمۂ حق کے ظاہر

کرنے سے کیوں اعراض ہے۔ ازالۃ العار کے حکم سے جو الزام خاں صاحب اور اُن کے مسلمان جاننے والوں پر بیان کی ہے صحیح ہے یا نہیں، جو آپ صاحبوں کے نزدیک صحیح ہو اس کو ظاہر فرما دیں ورنہ جواب نہ دینے پر یہ اتفاقی مسئلہ سمجھا جائے گا کہ بے شک رسالہ ازالۃ العار مصنفہ خاں صاحب کے حکم سے خاں صاحب اور اُن کی اولاد اور اُن کے جملہ اذناب اتباع معتقدین حتیٰ کہ جو اُن کو مسلمان سمجھے سب پر کفر لازم ہوتا ہے اور کسی کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے۔ خاں صاحب اب بھی توبہ کر لیں ورنہ اگر مباحثہ و مناظرہ کا شوق ہو تو بقاعدہ الاہم فالاہم پہلے اپنا ایمان اسلام ثابت فرمائیں اور پھر ترتیب قاعدہ مذکورہ گفتگو کرنے جائیں۔ ہم بفضلہ تعالیٰ اصول و فروع میں گفتگو کے لیے مستعد ہیں۔

تنبیہ: خاں صاحب کے بعض معتقد جو اعتقاد کو بمصلحت مخفی رکھتے ہیں۔ عوام اور خواص میں خاں صاحب کا عیب چھپانے کی غرض سے مصلح قوم بن کر یہ فرماتے ہیں کہ صاحب کیا کیا جاوے۔ دیکھیو وہ ان کو کافر کہتے ہیں اور یہ اُن کو اور طرفین سے فحش کلامی ہوتی ہے اگر خاں صاحب گل سندے تھے تو حضرات علمائے دیوبند کے خدام کا تو یہ شیوہ نہ تھا۔ اول بات کا جواب یہ ہے کہ ہم نے تکفیر نہیں کی نہ ہمارا کام تکفیر اہل قبلہ ہے۔ ہم سے جہاں تک ہو سکے گا تاویل کریں گے۔ اہل بدعت کو بھی جب تک اُن کی بدعت قطعی کفر تک نہ پہنچے گی مسلمان ہی کہیں گے گو وہ اعلیٰ درجہ کے بدعتی کہلا دیں ہاں ہم نے یہ ضرور کہا ہے اور جب تک خاں صاحب جواب نہ دیں گے

یہی کہیں گے کہ خاں صاحب پر اور اُن کے اذناب پر انہیں کے کلام اور فتوے
سے کفر لازم ہوتا ہے۔ اُس کو رفع کر دیں ورنہ وہ اپنے فتوے سے ضرور لازمی
کافر ہیں۔ اُن کا نکاح کسی سے صحیح نہیں۔ اُن کا کافر زانی وغیرہ وغیرہ ہونا جو
اُوپر بیان ہوا ہے ان امور کو وہ فرما دیں کہ لازم آتے ہیں یا نہیں۔ اگر
لازم آتے ہیں تو ہم پر کیا الزام اور اگر لازم نہیں تو خاں صاحب بیان
فرما دیں۔ ہم اقرار کر لیں گے کہ خاں صاحب سچے:۔

خاں صاحب کی فقط دھمکیوں سے تو اب ہم باز آنے والے
نہیں ہیں۔ ہم نے بہت صبر کیا ہے اتنا صبر کوئی کرے تو ہم پر اعتراض کرے
زبانی نصیحت بہت آسان ہے جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ بِمِثْلِهَا کس دن کے واسطے
ہے اور ہم نے تو وہ بھی نہیں کیا۔ دوسرے امر کی نسبت عرض ہے کہ بقولِ
خاں صاحب ہی کے ۳۰ سال تک بلا وجہ گالیاں سنیں اور وہ بھی فحش اور
مغلظات اور وہ بھی اپنے اکابر کو دُنیا میں کون ہے جس کو اس قدر زمانہ کے
بعد بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت نہ ملے۔

اُن حضرات ناصحین کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ حضرات ۳۰ برس
سے کہاں رونق افروز تھے جب خاں صاحب کی گالیاں پڑھتے تھے۔ جب
تو خوب قہقہے اڑاتے تھے اور خاں صاحب کی لثافتی انشا پردازی کی لاثانی،
لاجواب ہونے کی ڈینگ ہانکی جاتی تھی۔ اب وہ تمام باتیں جاتی رہیں اب
ناصح دیگراں بن گئے۔ اگر خاں صاحب کو پہلے سے روکتے بھی جب بھی
ہم کو معذور فرمانا چاہیے تھا۔ چہ جائیکہ خاں صاحب کو کچھ بھی نہ کہا جاتے

اور دوسروں کی مذمت ہو عجیب انصاف ہے خاں صاحب کے رسائل
اور ہمارے رسائل بالمقابل دیکھنے چاہئیں پھر آپ بادنیٰ تامل کو پیش نظر رکھا
جاتے تب جو صاحب انصافاً فرمائیں گے عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ ہو گا۔ دوسرے
ہم بار بار لکھتے ہیں کہ تہذیب سے اب بھی بات کرو، ہم اُس سے زیادہ
تہذیب سے کلام کرنے کو مستعد ہیں مگر خاں صاحب ہیں کہ وہی انداز
جہل برتتے ہیں رشحہ لخیرہ جس میں حضرت نے اپنا اسم گرامی بھی ظاہر
فرمایا ہے اور پچھلا نچوڑ ہے اسی کو ملاحظہ فرمایا جائے اور طرح سہل ہے۔ جو
خاں صاحب پر اتر پڑا ہے اس میں ابو الحیل نے ابن جہل کی طرف سے
وہ گالیاں دی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اور خوب ہی دادِ شرافت دی ہے۔ اس جہ
سے بزرگانِ قوم کی خدماتِ عالیہ میں عرض ہے کہ یا تو وہ ہم کو معذور خیال کریں
ورنہ انصافاً جس کی زیادتی ہو اُس کو روک دیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر خاں صاحب
اور اُن کے اتباع فحش کلامی چھوڑ دیں گے تو ہم اس قدر بھی تیز نہ لکھیں گے ورنہ
یاد رہے کہ جس طرح خاں صاحب لکھیں گے وہ تو بے شک انہیں کا حصہ ہے
اور اگر وہ مجدد ہیں تو فقط اسی فن میں ان کا مقابلہ فحش کلامی، بد تہذیبی میں کسی
سے نہیں ہو سکتا۔ مگر ہاں تمدن سے خاطر تواضع سے ہم بھی درگزر کرنے والے
نہیں ہیں۔ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ضروری ہے۔ گو خاں صاحب ان شاء اللہ
اُن کے بھی متحمل نہ ہوں گے۔ اس سے قطع نظر ہم تو یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ
وہ گالیاں بھی دیں، بُرا بھی لکھیں مگر ان الزامات کو جو انہیں کے اقوال سے
اُن پر لازم اور ثابت ہوئے ہیں اُن کو تو اٹھا دیں ورنہ فقط گالیاں اور وہ بھی

مغلظات ہی دیں اور کام کی بات کچھ بھی نہ لکھیں تو اس سے ان کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ ہمارے یہاں بھی سب کا جواب بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہے۔ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔ بھی خدا ہی کا فرمان ہے۔ یوں تو ہر فاسق فاجر اچھے لوگوں کو گالیاں دے کر بغلیں بجایا کریں گے، آخر اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ کیوں فرمایا تھا۔ یہ عاجز بھی بفضلہٖ تعالےٰ عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی طرف سے اگر جواب دے گا تو ضرور مضبوط ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اخلاص عنایت فرمائے اور اہلِ اسلام کو قبولِ حق کی توفیق۔ یہ امتحان کا وقت ہے معلوم ہو جائے گا کہ کون اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی عزت اور شرافت و عزت ازواج و اولاد کو اختیار کرتا ہے اور کون خاں صاحب کے ساتھ نار کو عار پر ترجیح دیتا ہے۔ ہاں اگر اہلِ اسلام اس کے بعد بھی یہی فرمائیں کہ خاں صاحب جو کچھ لکھیں جیسی چاہیں گالیاں دیں۔ ہم سوائے اصل بات کے کچھ بھی نہ کہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے لیے بھی مستعد ہیں۔ ہم اس طرح بھی کر کے دکھا دیں گے مگر خاں صاحب اور بھی زیادہ گالیاں دیں گے، اس کو اہلِ اسلام جانیں۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصواب والیہ المرجع والیہ المآب وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ وسید الموجودات واشرف الکائنات خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

تمت بالخیر

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ

اِسکاتُ المعتدی

از افادات

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ چاند پوری ناظم تعلیمات و شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مرتبہ

مولانا عبد الوہابؒ بلاسپوری در بھنگوی قادریؒ

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۲۔ بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ